اہل تصوف کا دستور العمل
رسالہ دہ قاعدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل تصوف کا دستور العمل

رسالہ دہ قاعدہ

www. nyfpk. org

اثر

میر سید علی ہمدانی

اردو ترجمہ

غلام حسن نوربخشی

ناشر

شاہ ہمدان پبلیکیشنز اسلام آباد

چہل مقام صوفیہ

۱۔ نیت
۲۔ خلوت
۳۔ ارادت
۴۔ توبہ
۵۔ مجاہدہ
۶۔ مراقبہ
۷۔ صبر
۸۔ ذکر
۹۔ مخالفت نفس
۱۰۔ رضا
۱۱۔ موافقت
۱۲۔ تعلیم
۱۳۔ توکل
۱۴۔ زہد
۱۵۔ عبادت
۱۶۔ ورع
۱۷۔ اخلاص
۱۸۔ صدق
۱۹۔ خوف
۲۰۔ رجا
۲۱۔ فنا
۲۲۔ بقا
۲۳۔ علم الیقین
۲۴۔ حق الیقین
۲۵۔ معرفت
۲۶۔ ولایت
۲۷۔ محبت
۲۸۔ شوق
۲۹۔ ہیبت
۳۰۔ قرب
۳۱۔ خلوص
۳۲۔ انس
۳۳۔ وصال
۳۴۔ کشف
۳۵۔ مخاطرہ
۳۶۔ تجرید
۳۷۔ تفرید
۳۸۔ انبساط
۳۹۔ حیرت
۴۰۔ تصوف

شناسنامہ

نام کتاب	دہ قاعدہ
اصل تصنیف موسوم بہ " الاصول العشرہ"	شیخ نجم الدین کبریٰؒ
فارسی ترجمہ موسوم بہ " دہ قاعدہ "	امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ
اردو ترجمہ	غلام حسن نور بخشی
سعی و اہتمام	جی ۔ ایچ ۔ معروفی ڈاکٹر غازی محمد نعیم
کمپیوٹر کمپوزنگ	ایم ۔ ایم ۔ اقبال
تزئین و آرائش	MOD-AD PH:73329
پرنٹر	ایس ۔ ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	اکتوبر 1995ء
ناشر	شاہ ہمدانؒ پبلیکیشنز، اسلام آباد
محل نشر	جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ سیکٹر G-7/4 ، اسلام اباد
قیمت	تیس (-/30) روپے
سرورق کی تصویر	تصویر منسوب بہ صاحب رسالہ دہ قاعدہ امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

جملہ حقوق بحق شاہ ہمدانؒ پبلیکیشنز محفوظ ہیں۔

شاہ ہمدانؒ پبلیکیشنز کا تعارف

گزشتہ چند برسوں سے نوجوانان اہل تصوف احیائے تصوف اسلامی کے عظیم مشن کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہیں۔ موجودہ دور میں امت مسلمہ جس دینی اور اخلاقی انحطاط سے دوچار ہے اس کا واحد حل یہ ہے کہ عظیم مسلمان صوفیاء کی تعلیمات سے جدید تعلیم یافتہ حضرات کو روشناس کرایا جائے۔ یاد رہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اشاعت اسلام صوفیائے کرام کی مساعی کی بدولت ہوئی ہے اور اب احیائے اسلام کا راز بھی انہی صوفیاء کی تعلیمات کو حیات نو عطا کرنے میں مضمر ہے۔

اہل تصوف کے بہت سے معروف سلسلے ہیں جن میں مشہور ترین سلسلہ "سلسلۃ الذہب الصوفیہ" ہے۔ اس سلسلے کے تین نامور صوفیاء، یعنی امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ، سید محمد نور بخشؒ اور سید شمس الدین عراقی بت شکنؒ نے کشمیر اور بلتستان کے علاقوں میں اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ سلسلۃ الذہب کے تمام بزرگ تصانیف کثیرہ کے مالک ہیں خاص کر ابو نجیب سہروردیؒ، علاؤالدولہ سمنانیؒ، شیخ احمد غزالیؒ، امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور شاہ سید محمد نور بخش قہستانیؒ کی گراں قدر تصانیف رہتی دنیا تک عالم انسانیت کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا ساماں فراہم کرتی رہیں گی۔

بد قسمتی سے ان صوفیاء کی اکثر تصانیف کا جو عربی اور فارسی میں ہیں، اردو میں ترجمہ تا حال ممکن نہیں ہو سکا ہے، جس کے باعث اردو دان طبقہ ان کتابوں سے کماحقہ استفادہ کرنے سے قاصر ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے کچھ دردمند حضرات نے اپنے محدود وسائل کے باوجود شاہ ہمدان پبلیکیشنز کا قیام عمل میں لایا ہے۔ شاہ ہمدانؒ پبلیکیشنز مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور سلسلۃ الذہب کے جملہ صوفیاء کی کتابوں کی اشاعت کو اولین ترجیح دے گا۔ لیکن اس کے علاوہ دینی اور سائنسی موضوعات پر ہر قسم کی مفید تصانیف کی نشر و اشاعت کی بھی کوشش کرے گا۔

"رسالہ دہ قاعدہ" اس سلسلے کی پہلی کاوش ہے۔ اس رسالے کا مترجم جناب غلام حسن نوربخشی ایم۔اے، فاضل عربی علاقہ بلتستان کی معروف علمی شخصیت ہیں۔

رسالہ دہ قاعدہ

رسالہ دہ قاعدہ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کا فارسی میں ایک مختصر لیکن اہم رسالہ ہے۔ یہ رسالہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کی عربی کتاب الاصول العشرہ کا آزاد فارسی ترجمہ ہے۔ جس طرح الاصول العشرہ عربی میں بے حد مقبول عام کتاب ہے جس کی بہت ہی شرحیں لکھی گئی ہیں اور متن اور دو شرحیں چھپ چکی ہیں۔ اسی طرح شاہ ہمدان کا یہ آزاد ترجمہ بھی بے حد مقبول ہے۔ ایران اور پاکستان میں اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

اس کی شہرت اور مقبولیت کے لئے اس کے قلمی نسخوں کی بکثرت موجودگی شاہد عادل ہے۔ جناب ڈاکٹر محمد ریاض صاحب نے "ایران صغیر وایران کبیر" میں برصغیر سے باہر پینتیس قلمی نسخوں کی فہرست دی ہے جبکہ مشہور نسخہ شناس اور فہرست نویس جناب احمد منزوی نے فہرست مشترک جلد سوم میں پاکستان میں موجود آٹھ قلمی نسخوں کی مفصل نشاندہی کی ہے۔ ان کے علاوہ بلتستان میں بھی اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ (۱) جناب سید علی انور صاحب چھوار چھوربٹ کا مملوکہ نسخہ (۲) راقم الحروف کی لائبریری میں موجود نسخہ ایک قلمی نسخہ لاہور میں ڈاکٹر لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید کے پاس موجود ہے اس طرح بیرون پاکستان = ۳۵+ اندرون پاکستان = ۹+ بلتستان = ۲+ چھاپی = ۴ = کل ۵۰ نسخے ہوتے ہیں۔ یہ اردو ترجمہ اکیاونواں نسخہ ہے۔

رسالہ دہ قاعدہ کی اہمیت

یہ رسالہ اپنے مضامین اور موضوع کے لحاظ سے بے حد اہم ہے۔ اس میں (۱) توبہ (۲) زہد (۳) توکل (۴) قناعت (۵) عزلت (۶) ذکر (۷) توجہ (۸) صبر (۹) مراقبہ (۱۰) رضا پر سلسلہ وار روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ دس مقامات تصوف کے دہ گانہ مقامات کہلاتے ہیں۔ سلسلہ ذہب کے صاحب تصانیف بزرگوں نے انہی موضوعات پر خوب بحثیں لکھی ہیں۔ ان کتابوں کے مشمولات انہی اصول دہ گانہ کے گرد گھومتے ہیں۔ میر

انہوں نے تاریخ بلتستان ، اوراد امیریہ ، معاش السالکین ، انوار الج اور کتاب ذکریہ جیسی اہم کتابوں کی تصنیف اور ترجمے کے علاوہ بین الاقوامی شہرت کے حامل رسائل اور جرائد میں بھی مضامین تحریر کئے ہیں۔ان کے بیش قیمت مضامین اکثر و بیشتر رسالہ نوائے صوفیہ کے صفحات کی زینت بھی بنتے رہے ہیں۔ عنقریب شاہ ہمدانؒ کے مجموعہ غزلیات "چہل اسرار" کا منظوم اردو ترجمہ بھی شائقین تصوف کی نذر کیا جائے گا۔ ہم اہل علم اور اہل ثروت حضرات اور نوجوانان اہل تصوف سے اس کار خیر میں تعاون کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔

خاکساران

جی ۔ ایچ ۔ معروفی

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

Scan By:
Noorbakhshia Youth Federation Pakistan

www.facebook.com/NYFOfficialPage

سید محمد نور بخش کی فقہ احوط کے بعد تصنیف ہونے والی کتابوں میں ان کی بجائے فقہی اور روزمرہ مسائل پر مضامین ملتے ہیں لیکن خود میر سید محمد نور بخش نے کشف الحقائق میں ان کا ذیل کے الفاظ میں ذکر کیا ہے جس سے ان کی اہمیت و افادیت واضح ہو جاتی ہے۔

چوں خواہد کہ در اسرع اوقات ناقصی را بجمیع مراتب تجلیات مجموع و مکمل گرداند بردہ قاعدہ کہ مرتب بر موت اختیاری است..... سلوک فرمایند وآن قواعد عشرہ توبہ است و زہد و توکل و قناعت و عزلت و ذکر و توجہ و صبر و مراقبہ و رضا (کشف الحقائق ص ۱۱)

جب مرشد چاہے کہ مختصر وقت میں کسی ناقص کو تمام مراتب تجلیات میں مکمل بنائے تو چاہیئے کہ ان دس قاعدوں کے مطابق جو موت اختیاری پر مشتمل ہیں سلوک فرمائے اور وہ دس قواعد توبہ زہد، توکل، قناعت، عزلت، ذکر، توجہ، صبر، مراقبہ اور رضا ہیں۔

دہ قاعدہ کے مضامین کا خلاصہ

میر سید علی ہمدانیؒ نے ہر درجے کے صوفی کے لئے الگ الگ کتابیں لکھی ہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق رسالہ تلقینیہ مبتدی کے لئے اور رسالہ دہ قاعدہ منتہی کے لئے لکھے ہیں جس میں زبان کے علاوہ بیان بھی عارفانہ ہے۔ مثلاً

۱۔ توبہ گناہ سے باز آنے کا نام ہے مگر شاہ ہمدانؒ کے نزدیک گناہ چھوڑنا توبہ نہیں بلکہ اللہ اور بندے کے درمیان رکاوٹ بننے والی ہر چیز کو چھوڑ دینا توبہ ہے۔

۲۔ زہد علماء کے نزدیک دنیا سے بیزار ہونا ہے۔ شاہ ہمدان کے نزدیک آرزوؤں اور تمناؤں حتیٰ کہ اخروی درجات و نعمتوں سے بیزار ہونا زہد ہے۔

۳۔ توکل علماء کے نزدیک اسباب و سعی کے ساتھ خدا پر بھروسہ کرنا ہے اور شاہ ہمدان کے نزدیک اسباب و علل اور ذرائع سے بے پرواہ ہونا توکل ہے۔

امت ہیں وہ ابرار کہلاتے ہیں اس گروہ میں شامل لوگوں کی تعداد قلیل ہوا کرتی ہے۔

۳۔ تیسرا راستہ سایران حضرت حق کا ہے۔ جو لاہوتی وادیوں کی فضاؤں میں عنایت الٰہی اور جذبات خداوندی کے پروں سے پرواز کرتے ہیں۔

یہ تمام راستوں میں سب سے افضل ہے اور یہ موت اختیاری پر مبنی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

موتوا قبل ان تموتوا

مرنے سے پہلے (اختیاری موت) مر جاؤ۔ ان آثار و سعادت کا ظہور درج ذیل دس قاعدوں کا موسس ہے۔

قاعدہ اول توبہ

پہلا قاعدہ توبہ ہے حقیقت توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے اختیار سے رجوع کرنا ہے جس طرح موت کے وقت بلا اختیار اللہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ پس توبہ ان امور سے جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے باز رکھیں نیز دنیوی و اخروی مراتب سے جو عین گناہ ہیں، باز آنا ہے اور طالب حق پر واجب ہے کہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی۔

گر کلاہ فقر خواہی سر بسر
از خود و جملہ جہاں یکسر بر

اگر تاج فقر پہننا چاہتے ہو تو اپنی ذات اور جملہ جہاں سے کلی طور بیزار ہو جاؤ۔

جادہ آن چیست در خون آمدن
از وجود خویش بیرون آمدن

متن دہ قاعدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے انتہا حمد وثنا اس پروردگار عالم کے لئے جس نے قواعد اسلام کے استحکام کو سعادت ملکوتی کے خواستگاروں کا منہاج بنایا اور تزکیہ نفوس کی آخری حد کو درجات جبروتی کے سالکوں کا معراج بنایا۔ عنایت ربانی کے جذبات سے وابستگی کو لاہوتی فضاؤں میں اڑنے والے پرندوں کا پر بنا دیا۔

بے حد درود اور بے شمار سلام خلاصہ وزبدہ عالم، مہتر و بہتر آدم سید الاصفیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اہلبیت پر جو سرداران دین اور پیشوایان اہل یقین ہیں۔

اما بعد اے عزیز جان لو! بارگاہ حضرت حق کی جانب طالبان حق کے راستے اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔

الطرق الی اللہ بعدد الانفاس الخلائق

اللہ کی طرف جانے والے راستوں کی تعداد مخلوقات کی سانسوں کے برابر ہے۔

لیکن یہ تمام راستے تین راستوں میں مل جاتے ہیں۔

۱۔ پہلا راستہ اہل معاملات کا ہے یہ بکثرت روزے رکھنا، نمازیں پڑھنا، تلاوت قرآن کرنا، حج کرنا اور جہاد کرنا جیسے ظاہری اعمال سے عبارت ہے یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے اور یہ عذاب ابدی سے ان کی نجات کا موجب ہے لیکن اس قسم کی عبادات کے راستے سے مقصد حقیقی (اللہ تعالیٰ) تک رسائی مشکل ہے۔

۲۔ دوسرا راستہ ارباب مجاہدات کا ہے۔ جو تبدیلی اخلاق، تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے لئے مجاہدہ کرنے اور باطن سے تعلق رکھنے والی باتوں کے لئے سعی کرنے سے عبارت ہے۔ یہ ابرار (نیکوکاروں) کا راستہ ہے اور جو لوگ نیکوکار اور فاضلان

۳-قاعدہ سوم توکل

تیسرا قاعدہ توکل ہے۔ حقیقی توکل اپنے اختیار سے اسباب و ذرائع کی تلاش کو ترک کرنا ہے جیسا کہ موت کے وقت تمام تعلقات اور اسباب کو مجبوراً چھوڑنا پڑتا ہے۔ بندے کا اپنے اختیار سے ان سے بے نیاز ہو جانا اور کرم الٰہی پر بھروسہ کرنا موجب رضائے الٰہی ہے، جیسا کہ موت کے وقت مجبوراً عذاب، پھٹکار اور غضب وغیرہ (اللہ ان سے ہمیں بچائے) سے واسطہ پڑتا ہے۔

۴-قاعدہ چہارم قناعت

چوتھا قاعدہ قناعت ہے۔ حقیقی قناعت نفسانی فوائد کے لبادوں اور آرزؤں سے بالاختیار دست کش ہونا ہے جیسا کہ موت کے وقت مجبوراً ہونا پڑتا ہے۔ مگر اتنی مقدار کہ جس پر زندگی کی رمق کا دارومدار ہوتا ہے، جائز ہے کھانے اور لباس میں حد اعتدال کی رعایت ضروری ہے۔

گر ترا نانی ز خلقانی بود
ہر سر موی تو سلطانی بود
آنچہ اینجا احتیاج است ایں بکن
و آنچہ آنجا بایدت آن را بکن

۔اگر تجھے لوگوں سے ایک نان حاصل ہو تو تیرا بال بال اس کی گواہی دے گا۔
۔یہاں وہ کرو جس کی یہاں ضرورت ہے اور وہاں وہ کرو جو وہاں کرنا چاہیئے۔

اس کا مقام کیا ہے؟ دریائے خون میں غوطہ زن ہونا، اپنی ہستی سے گزر جانا۔

ایں کلاہ بہتران است ای پسر
کی دہندت تا تو می نازی بسر

اے بیٹے یہ تاج جو بہترین لوگوں کا ہے۔ جب تک تم اپنے سر کی خیر مناؤ گے تجھے کون دے گا؟

۲-قاعدہ دوم زہد

دوسرا قاعدہ زہد ہے۔ حقیقت زہد دنیا اور اس کی خواہشات مثلاً مال مرتبہ اور عزت سے اختیاری طور پر بے نیاز ہونا ہے۔ جس طرح موت کے وقت ان سے بے اختیار جدا ہونا پڑتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر حقیقت زہد یہ بھی ہے کہ ہمیشہ باقی رہنے والے اخروی درجات کی طلب سے بھی باز رہے جس طرح دنیا کی فانی لذات کی طلب اپنے اختیار سے چھوڑ دی تھی۔ کیونکہ

الدنیا حرام علی اھل الاخرۃ و الاخرۃ حرام علی اھل الدنیا و کلا ھما حرامان علی اھل اللہ

دنیا اہل آخرت پر حرام، آخرت اہل دنیا پر حرام اور یہ دونوں اہل اللہ پر حرام ہیں۔

رنج بردم روز و شب عمری دراز
تا بصد زاری دری کردند باز
چوں بدیں زودی برین در چوں رسی
وز نخستین پای برسر چوں رسی
تا نیاید درد ایں کارت پدید
قصہ این درد نتوانی شنید
گر شود ایں درد دامن گیر تو
میکشاید سر بسر زنجیر تو
ورنہ گیرد دامنت ایں درد زود
گفتگوی من ندارد ہیچ سود

۔میں نے ایک عمر شب و روز رنج اٹھایا اور بصد آہ و زاری کے بعد ایک دروازہ کھل گیا۔

۔تم اس قدر جلدی اس دروازے تک کیسے پہنچ سکتے ہو اور پہلے قدم پر منزل مقصود تک کیسے رسائی پا سکتے ہو؟

۔جب تک تم میں یہ درد (عشق) پیدا نہ ہو تم اس درد کی کہانی نہیں سن سکتے۔

۔اگر یہ درد تمہیں دامنگیر ہو گیا تو تمہاری زنجیر اور گرہیں کھلتی چلی جائیں گی۔

۔اگر تمہیں یہ درد جلد لاحق نہ ہو تو میری باتیں تمہارے لئے کوئی فائدہ نہیں دیں گی۔

۶۔قاعدہ ششم ذکر

چھٹا قاعدہ ذکر ہے۔ ذکر کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اپنے اختیار سے تمام غیر اللہ کی یاد سے باہر نکل آئے (فراموش کرے) جس طرح موت کے وقت ہر چیز کو فراموش

۵-قاعدہ پنجم عزلت

پانچواں قاعدہ عزلت ہے اور عزلت کا معنی اپنے اختیار سے لوگوں کی صحبت اور ان کے ساتھ میل جول رکھنے سے بچنا ہے جیسا کہ موت کے وقت مجبوراً سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ جب اختیاری علیحدگی اور گوشہ گیری سے مانوس ہو جائے تو چاہیئے کہ شیخ کامل کی مکمل صحبت اختیار کرے جو اس کا مربی ہوتا ہے اور

کالمیت فی یدی الغسال

غسل دینے والے کے ہاتھوں میں مردے کی مانند

اس پر متصرف ہوتا ہے اور مرید صادق کو خباثت بیگانگی سے بذریعہ آب ولایت غسل دیتا ہے اور اس کے دل کو غیر اللہ کے نقش ونگار سے پاک کرتا ہے۔

عزلت حقیقی خلوت نشینی و اعتکاف کے ذریعے حواس کو روکنا ہے یعنی آنکھ کو دیکھنے، کان کو سننے اور منہ کو بولنے سے روکنا ہے۔ کیونکہ روح تک جو آفت یا بلا پہنچتی ہے یا پردہ پڑتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ سے محجوب بنا دیتا ہے، یہ سب آلام روزن حواس کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ پس عزلت گزین ہونے اور حواس کو روکے رکھنے سے دنیا و شیطان کی طرف سے نفس کی مدد اور ہوا وہوس اور آرزو و تمنائے ہمانی منقطع ہو جاتے ہیں۔

جس طرح ڈاکٹر کسی بیمار کا علاج کرتے ہوئے سب سے پہلے ان چیزوں سے پرہیز کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ جو بیمار کے لئے نقصان دہ ہیں اور جس سے بیمار کی بیماری بڑھ جاتی ہے۔ پس جب پرہیز کے ذریعے بیمار سے فاسد مادے دور کر دیتا ہے تو پھر دوا دیتا ہے تاکہ اصل بیماری دور ہو سکے۔ جب بیماری دور ہونے سے حرارت عزیزی کو تقویت ملتی ہے تو مریض صحت یاب ہو جاتا ہے اسی طرح سالکوں کا پرہیز ور تنقیہ عزلت گزینی اور دوا دائمی ذکر ہے۔

تاکہ باشد ہستی تو در حساب
ذکر مولا باشد از تو در حجاب
تا بود یک ذرہ از ہستی بجای
کفر باشد گر نہی در عشق پای

جب تیری اپنی ہستی (خودی) موجود ہو ذکر مولیٰ تجھ سے پردے میں ہوتا ہے (یعنی عاشق کا وجود عاشق و معشوق کے درمیان ایک طرح کا پردہ ہے۔)
تیری ہستی کا ایک ذرہ بھی باقی ہو تو اس حالت میں راہ عشق میں قدم رکھنا تجھ پر حرام ہے (یعنی عاشق کلی طور پر معشوق میں فنا ہوئے بغیر عشق کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔)

۷-قاعدہ ہفتم توجہ

ساتواں قاعدہ توجہ ہے اور توجہ کا معنی یہ ہے کہ سالک اپنے اختیار سے اپنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول کرے اور تمام خواہشات سے دستبردار ہو جائے جس طرح موت کے وقت مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے۔
پس سالک کی بلند ہمتی یہ تقاضا کرتی ہے کہ مطلوب و محبوب حقیقی کے سوا کسی غیر کی طرف آنکھ کے گوشے سے بھی نہ دیکھے۔ اگر پیغمبروں کے مقامات اس کو دیئے جائیں ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور اللہ کو چھوڑ کر ان میں مشغول نہ ہو جائے۔ سید الطائفہ ابو القاسم جنید (بغدادی) قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔
لو اقبل صدیق علی اللہ تعالی الف الف سنۃ ثم اعرض عنہ لحظۃ فمافاتہ اکثر ممانالہ

کرنا پڑتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

واذکر ربک اذا نسیت (۲۴ الکہف)

اپنے پروردگار کو یاد کرو جب تم باقی سب کو بھلا دو

ذکر ایک طاقتور (روحانی) معجون ہے۔جو نفی (غیر) اور اثبات (حق) سے مرکب ہے۔نفی جو لا الہ ہے، سے یہ اس فاسد مواد کو دور کرتا ہے جو نفس امارہ کو طاقت دیتا ہے اور نفس امارہ حیوانی خواہشات اور مذموم نفسانی اخلاق کے صفات کو نشو ونما دینے والا ہے۔جیسے غرور، کنجوسی، حسد، بغض، عجب، لالچ، ریاکاری وغیرہ ان میں ہر صفت روح کی ابتلا اور دل کی بیماری کا باعث ہے۔پھر یہ میدان دل کی فضا کو جو کارگاہ کبریا کا محل اور آفتاب فردانیت کا مطلع ہے، غبار حدوث اور ظلمت کثرت سے پاک کرتا ہے اور اثبات سے جو الا اللہ ہے، اخلاق رذیلہ سے صحت و سلامتی دل کا حصول ہوتا ہے اور حیات طیبہ کی زندگی کسب کرتا ہے۔پھر نور وحدت کے پر شکوہ ظہور سے کثرت حدوث کی ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔

یہاں تک کہ بادشاہ روح جو خلیفہ حق ہے، تخت یقین پر شواہد حق کے ساتھ اپنے جمال و کمال کو جلوہ گر کرتا ہے۔(انسان کا) زمین جسم اس نور ہدایت سے منور ہو جاتا ہے اور

یوم تبدل الارض غیر الارض (ابراہیم ۴۸)

جس دن زمین ایک اور زمین سے تبدیل ہو جائے گی۔

کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور ذاکر کی رسمی موہوم ہستی (فنا ہو کر) مذکور کا حقیقی وجود ذاکر کی آنکھوں میں سما جاتا ہے اور

وھو معکم اینما کنتم (الحدید ۴)

تم جہاں بھی ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔محقق ہو جاتا ہے۔

واذا البصرتنی البصرتہ واذا البصرتہ البصرتنا

جب تو نے مجھے دیکھا میں نے بھی تجھے دیکھا۔جب میں نے تجھے دیکھا تو تو نے مجھے دیکھا

سے زندہ کرتا ہے پس نفسانی گناہ روحانی نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ اسی سے (برائی) نکل کر پھر (نیکی بن کر) اسی کی طرف جاتی ہے اس طرح اسے حلقہ عصمت میں جگہ ملتی ہے۔ وہ صحرائے قدم کے انوار آفتاب دیکھ لیتا ہے اور حدوث کی تاریکی اور تنگی سے نجات پاتا ہے۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

ہر کہ باو ہمدم خود ہمسر است
یک دم از ملک دو عالم خوشتر است
با خدای خویش دائم در حضور
چوں شود دل تنگ بہ آن شمع نور
گر تو خواہی تا شوی از اہل راز
تا ابد منگر بہ سوی ہیچ باز
ہزکرا آئنیہ باشد بادشاہ
کفر باشد گر کند در خود نگاہ
گر گدای او شوی شاہت کند
وز پی درگاہ آگاہت کند

۔ جو (عاشق) اپنے دوست کا ایک لمحہ کے لئے ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ لمحہ اس کے لئے دونوں جہاں کی بادشاہی سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

۔ جو اپنے خدا سے ہمیشہ حضوری میں ہوتا ہے۔ اس کا دل اس نورانی شمع سے تنگ کیوں کر ہو سکتا ہے؟

کوئی سالک ہزاروں سال اللہ کی راہ میں چلے پھر ایک لمحہ کے لئے وہ اس سے غافل ہو جائے تو اس فوت شدہ لمحے کی تلافی ہزاروں سال کے حاصل سے نہ ہوسکے گی۔

۸ - قاعدہ ہشتم صبر

آٹھواں قاعدہ صبر ہے۔ حقیقی صبر یہ ہے کہ آدمی اپنے اختیار سے خظوظ نفسانی چھوڑ دے جس طرح موت کے وقت مجبوراً انہیں چھوڑنا پڑتا ہے نفس کو محنت عبادت میں پابند کرے اور قدم کو بساط مجاہدات پر جمائے رکھے کیونکہ اگر سالک نفس امارہ کو مجاہدہ کی بھٹی میں (پگھلاکر) پاک نہیں کرتا تو موت کے بعد ضرور دوزخ کی بھٹی میں مختلف عذاب سہنے پڑیں گے۔ لہذا محنت عبادات برداشت کرنا اور نفس کے مالوفات و محبوبات سے جدائی پر صبر کرنا جو تصفیہ قلب اور تزکیہ روح کا موجب ہے، عذاب جاودانی برداشت کرنے سے بدرجہ اولیٰ (آسان) ہے۔

۹ - قاعدہ نہم مراقبہ

نواں قاعدہ مراقبہ ہے۔ مراقبہ اپنے مطلب کے حصول کی طرف توجہ رکھنا ہے اور حقیقی مراقبہ یہ ہے کہ آدمی اختیاری قوت و حرکات سے باہر نکل آئے جس طرح موت کے وقت مجبوراً (انہیں ترک کرنا پڑتا ہے) ایسا انسان تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے بعد مواہب الہی کے دروازے کھل جانے کے انتظار میں رہنے اور الطاف لامتناہی کے بادل اور باد نسیم کے راستے میں (سراپا) منتظر رہنے سے قرار پاتا ہے اور میدان مودت الہی میں (دنیاوی) تمناؤں کو پاؤں تلے روند ڈالتا ہے۔ بحر احدیت میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ جلال احدیت کی شمع پر اپنے وجود کو پروانہ وار نثار کرتا ہے وہ اسی کی مدد سے منازل (سلوک) طے کرتا ہے۔ بدبختی کے پردے کو اتار پھینکتا ہے اور اسی ذات میں محو رہتا ہے۔ بساط مجاہدات کو طے کرتا ہے اور اپنے مردہ دل کو انوار مجاہدات

فرماتے ہیں کہ جو کوئی اوصاف نفسانی کی تاریکی اور تمتعات حیوانی کی رسوائی میں (پڑکر) مردہ ہو جاتا ہے ہم اسے اوصاف ربانی کی حیات جلالت سے زندہ کر دیتے ہیں اور سرادقات قدوسی کے انوار میں سے ایک نور عطا کرتے ہیں یہاں تک وہ اس نور اور زندگی کے پروں کی مدد سے صحرائے لاہوتی کی فضاؤں میں پرواز کرتا ہے اور وہ آفتاب کی طرح ملکوتی مطلع سے غفلت و جہالت کی قبروں پر چمکتا ہے تو ہر ایک کو امور محسوسات کے غل و زنجیر اور قید و بند میں جکڑا ہوا اور حرص حسد کے مار و اژدھا اور دیگر عذابوں میں مبتلا دیکھتا ہے۔

وہ اس شخص سے کیسے برابر ہو سکتا ہے جو بیابان غفلت کی تاریکی میں گم ہوا ہو ؟وہ پانی جو درخت انسانی میں خشک ہو گیا ہو؟ جس نے شاخ اخلاص لطافت پر شگوفہ ایمان نہ دیکھا ہو اور میوہ حکمت و ولایت کے لذت حلاوت سے محروم رہا ہو؟

وجعلنا اللہ و ایاکم ممن یعبد بطاعتہ و فاز بمحبتہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کرے جو اس کی اطاعت میں عبادت کرتے ہیں اور وہ انہیں اپنی محبت (کے وسیلے سے) نجات دیتا ہے۔

بے شک وہ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو واحد ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدی

اور ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔

۱۷ دسمبر ۱۹۹۴ء

۔اگر تم اہل راز میں سے ہونا چاہتے ہو تو کبھی غیر اللہ کی طرف مت دیکھو۔
۔جس کا آئینہ بادشاہ ہو پھر بھی وہ اگر اپنی طرف دیکھے تو یہ کفر کے مترادف ہے۔
۔اگر تم اس (حق تعالیٰ) کا گدا بن جاؤ تو وہ تمہیں (دلوں کا) بادشاہ بنائے گا اور اپنی درگاہ سے آگاہ فرمائے گا۔

۱۰-قاعدہ دہم رضا

حقیقت رضا یہ ہے کہ آدمی اپنے اختیار سے اپنی رضا چھوڑ کر محبوب حقیقی کی رضا اختیار کرے۔ جس طرح موت کے وقت مجبوراً ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ یعنی محب اپنی صفت سے دستبردار ہو جائے اور محبوب کی پسندیدہ صفت میں رنگ جائے۔ یہ سالکوں کے عظیم ترین مقامات میں سے ہے کیونکہ ہر مطلوب جو پس پردہ طلب سے حاصل ہو طالب کے حوصلہ کے لائق ہوتا ہے۔ سالک مبتدی مسکنت و حقارت کے مقام میں ہوتا ہے۔ اپنا طور طریقہ حقیر رکھنا چاہتا ہے۔ جب اس کی یہ خواہش ہٹ جاتی ہے اور عظیم مقام کی طلب کو اعظم (واعلی خدا) پر ڈال دیتا ہے۔ اس طرح وہ عطائے بے حساب پاتا ہے ایسا عطیہ جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ سوائے ذات کبریا کے کوئی (اس بخشش کی) سزاوار نہیں۔

او من کا میتا فاحییناہ و لا جعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا (الانعام ۱۲۲)

جو مردہ تھا اسے ہم نے زندہ کیا اور اسے روشنی دی جس کے ذریعے وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جو تاریکی میں پھنسا ہوا ہے جس سے وہ نہیں نکل سکتا؟

چہاردہ کلمات قدسیہ صوفیہ

سلسلہ نور بخشیہ مشرب ہمدانیہ

بندہ	---------------------	خدا
ذریت	---------------------	آدمؑ
ملت	---------------------	ابراہیمؑ
امت	---------------------	محمدؐ
دین	---------------------	اسلام
کتاب	---------------------	قرآن
کعبہ	---------------------	قبلہ
متابعت	---------------------	سنت
محب	---------------------	علیؑ
سلسلہ	---------------------	ذہب
مذہب	---------------------	صوفیہ
مشرب	---------------------	ہمدانیہ
روش	---------------------	نور بخشیہ
مرید	---------------------	مرشد

اللھم صلی علی محمد و آل محمد

نادعلیا مظهر العجائب
تجده عونا لک فی النوائب
کل هم و غم سینجلی
بولایتک یا علی یا علی